صوفی منش انسانیت دوست بزرگ
حضرت مفکر ملت

جناب خلیل محمد احمد ابن مخدوم صاحب

حضرت مفکر ملت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی علیہ الرحمہ ہندوستانی مسلمانوں کے ان جلیل القدر رہنماؤں اور عالم اسلام کے ان اہم ترین مفکرین، علماء اور دانشوروں میں سے تھے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور اپنی فکر و دانش اور اپنے کردار و عمل سے گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ دیوبند کی شہرۂ آفاق علمی بستی کے ایک ممتاز علمی خانوادے میں پیدا ہونے والی یہ عظیم ہستی علم و عمل، فکر و فہم، دانش و تدبر اور خدمت خلق کے میدانوں میں ساٹھ سال اس طرح سرگرم عمل رہی کہ ان کے خلوص عمل کی ایک دنیا قائل ہے۔ ان کی خدا ترسی، ان کی ذہانت، دور اندیشی اور ان کی سادگی، معاملہ فہمی اور مخالف سے مخالف عناصر کے نقطۂ نظر اور تلخ سے تلخ بات کو سننے سمجھنے اور برداشت کر لینے کا ان کا بلند و پختہ حوصلہ، ان کے وسیع قلب و ذہن اور ان کی اعلیٰ ظرفی کچھ ایسے اہم جوہر ہیں جن کی بنا پر بڑے بڑے مشائخ طریقت، علمائے کرام، مفتیان عظام اور رہنمایان ملت کے ہجوم میں مفتی صاحب کی شخصی عظمت، اخلاقی بلندی، طبیعت کی نفاست اور فکر و نظر اور قلب و دماغ کی کشادگی نے ان کو نہایت ممتاز اور باعظمت

مقام پر فائز کر دیا تھا گویا پرنور ستاروں کے ہجوم میں مفتی صاحب ماہ درخشاں نظر آتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کی یاد مجھے بہت آتی ہے اور زندگی کے بہت سے موقع ایسے ہیں جب بے ساختہ مفتی صاحب کی شفقت بھری رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ان کی بے شمار کرم فرمائیاں یاد آتی ہیں۔ وہ شائستگی، قدیم تہذیب اور اعلیٰ اسلامی اخلاق کے پاکیزہ اور صاف ستھرا نمونہ تھے

اس ناچیز کو ان کی خدمت میں حاضری کا بار بار شرف حاصل رہا، پرانی دلی کی جامع مسجد کے علاقہ میں ایک چھوٹی سی گلی میں واقع ان کا دفتر صرف ان کی بزرگانہ عالمانہ اور باعظمت شخصیت کی وجہ سے دینی ملی علمی اورعلمی، سیاسی، سماجی اور تعلیمی ادبی، معاشرتی اور تہذیبی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ملک کی اہم سے اہم شخصیت اور ہر میدان عمل کے سرکردہ ممتاز لوگ نیز ضرورت مندوں اور روزگار کے متلاشی نوجوانوں کا تانتا سا بندھا رہتا تھا۔ یہ ایک ایسا مرکز بن گیا تھا جہاں لوگ اپنی اپنی ضرورتیں، اپنے اپنے مسائل کی گتھیاں لے کر آتے اور مفتی صاحبؒ صبح سے رات تک ہر شخص کی رہنمائی اور امداد کی مقدور بھر کوشش فرماتے رہتے بغیر کسی لالچ کسی مفاد اور غرض کے اس قدر مستعدی، خلوص، للّٰہیت اور دل سوزی کے ساتھ لوگوں کی خدمت فرماتے کہ حیرت ہوتی تھی۔ بعض اہم سرکردہ مسلم علماء اور رہنماؤں کا کہنا تھا کہ حضرت مفتی صاحب تنہا اس قدر خدمت وکام ملت کا، ملک کا اور انسانیت کی خدمت کا انجام دیتے ہیں کہ پوری پوری جماعتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ خدمت کے معاملہ میں ان کے یہاں مذہب وملت کا کبھی کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ انسان ان کے فیض کرم سے یکساں مستفید ہوتا تھا اور ہر مذہب سے تعلق والے بے شمار لوگ ان سے والہانہ تعلق رکھتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب نے کسی سرکاری عہدہ یا منصب کو باوجود بار بار پیش کش کے کبھی قبول نہیں کیا بلکہ بڑے سے بڑے عہدہ اور منصب کو ہمیشہ ٹھکرا دیا۔ حکومت کی پالیسیوں پر تعمیری انداز میں مگر سخت طریقہ پر تنقید بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود مفتی صاحب کی قدر و عزت حکومت کے حلقہ میں بہت سے لیڈروں سے کہیں زیادہ تھی اور ان کی بات کا اثر کافی حد تک حکومت قبول کرتی تھی۔

ایشیا کا ممتاز علمی و تحقیقی ادارہ ـــــ ندوۃ المصنفین بھی حضرت مفتی صاحب کی ملی ہمدردی اور اخلاص و محنت، سلیقہ اور بلند و منفرد انتظامی صلاحیتوں کا جیتا جاگتا نمونہ اور کھلا ہوا ثبوت ہے، اس ادارہ کی خدمات کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا اور صدیوں تک اس کو یاد رکھا جائے گا۔ اسلام کی روشن، عالمگیر اور عظیم تعلیمات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق زبان و بیان کی تمام تر دل آویزیوں اور دل نشینی کے ساتھ دلکش انداز میں پیش کر کے حضرت مفتی صاحب نے اپنے اس بنیادی عقیدہ کا کھلا ثبوت پیش کیا ہے کہ ـ اسلام امن عالم اور بقائے باہم، کائنات انسانی میں عدل و انصاف قائم کرنے اور انسانی مساوات کے حقیقی نظام کے قیام کے لئے ایک اہم بنیادی اور ناقابل انکار حقیقت اور کھلی سچائی کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیا میں انقلابی تحریکوں کو غذا اسلام کی آفاقی، انسانیت پرور اور انصاف پسندانہ تعلیمات سے ہی ملی ہے ـــ !

آل انڈیا مجلس مشاورت کے قیام میں بھی حضرت مفتی صاحبؒ کا بہت اہم کردار ہے۔ بڑی جانکاہی، دل سوزی، محنت اور جد و جہد اس تنظیم کو فعال و مضبوط بنانے کے سلسلہ میں انھوں نے کی۔ اگر حضرت مفتی صاحب کے بتائے ہوئے راستہ اور طریقوں پر تنظیم کو چلایا جاتا تو اس کی افادیت و اہمیت ہی کچھ اور ہوتی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کو جب فالج کا حملہ ہوا اور ان کو لکھنؤ سے دہلی لایا گیا تو جیسے معلوم ہوا تو بار بار ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سلسلہ ان کی حیات کے

آخر تک قائم رہا، بار بار میں اپنی اہلیہ ۔ ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ۔ آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں بھی کئی بار جانا ہوا جہاں ان کے داماد ــــ جناب اظہر صدیقی اور صاحبزادگان سے بھی ملاقات ہوتی اور اس حالت میں بھی حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کر کے دل میں روشنی اور ہمت پیدا ہوتی تھی ۔ ان کی صاحبزادی صاحبہ اور داماد صاحب اور صاحبزادوں نے بڑی خدمت کی، دور دور سے بڑے بڑے لوگ حضرت مفتی صاحب کی عیادت وزیارت کے لئے آتے رہتے اور اس طرح صبح سے شام تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ۔

دار العلوم دیوبند جیسے دینی ادارہ کے تنازعہ اور وہاں کے علمائے کرام کے مابین اختلافات کے مسئلہ پر مفتی صاحب کو شدید رنج وغم اور صدمہ تھا اور بستر علالت پر پڑے پڑے بھی اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح دار العلوم کی عظمت وشان کو دوبارہ بحال کرادیں ۔ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رح سے بھی بہت مخلصانہ تعلق رکھتے تھے اور ان کو ہر مرحلہ پر حضرت مفتی صاحب کی دانشمندانہ اور حوصلہ مندانہ رفاقت اور مشوروں سے بڑی تقویت ملتی تھی

میرا یہ مقام ہے نہ مرتبہ کہ میں حضرت مفتی صاحب جیسے عظیم عالم دین کے بارے میں لکھوں ۔ ارباب اخلاص کی محفل میں اپنے آپ کو شریک کرنے کے لئے یہ چند سطور پیش کر رہا ہوں جو حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادہ جناب عمید الرحمن عثمانی نے ترتیب دیا ہے اور مفکر ملت نمبر کی اشاعت پر مبارکباد دینے کے لئے یہ چند سطریں ارباب خلوص کی خدمت میں پیش ہیں میری دلی دعا ہے کہ حق تعالیٰ ادارہ برہان وندوۃ المصنفین کو قائم رکھے اور ترقیات سے نوازے اور بھائی عمید الرحمن عثمانی کو اس ادارہ کی ترقی کے لئے ہر قدم پر کامیابی عطا فرمائے ۔ آمین ۔

نوٹ : یہ مضمون مفکر ملت نمبر کے لئے ہمیں ملا تھا لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے شائع نہیں ہوا اس لئے اس ماہ کے شمارے میں دے رہے ہیں ۔

(ادارہ)